قرآن مجید میں اَشباہ ونظائر: ایک تحقیقی جائزہ

A Critical analysis of Ashbah wa Nazair in the Holy Quraan

سراج الاسلام حنیف[i]

Abstract

The Holy Quran is a book of wisdom and knowledge. It was revealed in Arabic, the vast and authentic language of the world. In the Holy Quran some words have mentioned with the same spellings and structure, but have various meanings. With reference to context they are called "Ashba wa Nazair". In this article such words have been indentified and discussed in light of Arabic sources.

قرآن مجید میں اکثر ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معانی میں آیا ہے۔ علماءِ بلاغت ایسے لفظ کو مشترک کہتے ہیں لیکن علومِ قرآن میں ان کو نظائر کہا جاتا ہے اور بعض الفاظ ایسے ہیں جو متعدد مقامات پر بعینہ مستعمل ہوتے ہیں اور ہر جگہ اُن سے ایک ہی معنی مراد ہیں۔ علمائے قرآن مجید ان کو وجوہ کہتے ہیں۔ وجوہ ونظائر کی واقفیت فہم معانی قرآن مجید کے لیے نہایت ضروری ہے تاکہ معنی سمجھنے میں اشتباہ نہ ہو۔ اس بناء پر علمائے اسلام نے مستقل تصانیف میں وجوہ ونظائر کی توضیح وتحقیق ضروری سمجھی۔

قرآن مجید میں الفاظ کے استعمال میں وسعت لفظی موجود ہے۔ ایک لفظ ایک جگہ ایک معنی میں استعمال ہوا ہے تو دوسری جگہ کسی اور معنی میں، اور یہ صرف سیاق سے ہی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کون سا معنیٰ کس جگہ مراد ہے، مثلاً کفار کا لفظ عموماً حق کا انکار کرنے والوں پر بولا گیا ہے، لیکن قرآن مجید میں ایک جگہ اس سے مزارعین مراد ہیں۔

اَصْحَابُ الْجَنَّةِ کا اطلاق عموماً جنتیوں پر ہی کیا جاتا ہے مگر ایک جگہ اس سے دنیا کے ایک باغ کے مالک بھی مراد لیے گئے ہیں، اس طرح اَصْحَابُ النَّارِ سے مراد عموماً دوزخی ہوتے ہیں جب کہ ایک جگہ اس سے مراد دوزخ کے داروغے بھی ہیں۔ ان اطلاقات واستعمالات کا اصطلاحی نام وُجوہُ الاَشباہ والنظائر ہے۔

وُجُوہٌ، وَجْہٌ کی جمع ہے اور اُجُوہٌ بھی جمع آتا ہے:

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

والجمع:أوجُهٌ ووُجُوهٌ،قال اللحيان يوقد تكون الأوجه للكثير[1]."امام لحیانی فرماتے ہیں:اَوْجُہٌ کا اِطلاق اکثریت پر کیا جاتا ہے۔"

"وَجْہُ الْکلام" کلام کے مقصود کو کہا جاتا ہے:وجہ الکلام : السبیل الذي تقصده به[2].ابن فارِس کہتے ہیں:

الواو،والجيم،والهاء:أصلٌ واحدٌ،يدل على مقابلةٍ لشيئ والوجه مستقبلٌ لكل شيئ[3]."

یہ ایک اصل ہے اور کسی چیز کی مقابلت پر دلالت کرتی ہے اور"وَجْہٌ"ہر شے کے سامنے کا پہلو ہوتا ہے۔"

"نَظائر،نَظِیرٌ"کی جمع ہے، بمعنی: مماثلت وتشبیہ[4]۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

لقد عرفتُ النظائرالتيكان النبيا يقرن بهن فذكرعشرين سورة من المفصل[5].

"میں اُن سورِ متقاربہ کو جانتا ہوں،جن کو نبی آپس میں ملاتے تھے،یعنی:جن میں سے دو دو سورتوں کو آپ ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔پھر مفصل[6] میں سے بیس سورتیں نمونے کے طور پر ذکر کیں۔"

اس روایت کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں:

1. :النَّظاءِرُجمع نظيرة،وهي السورالتييُشبه بعضهابعضاً في الطول والقصر[7].

"نظائر،نظیرۃ کی جمع ہے،اوراس سے مراد وہ سورتیں ہیں جو طول وقصر میں ایک دوسرے کے مماثل ہوں۔"

اس کے قائلین ابن ابی داؤد، ازہشام بن عبدالملک،ازابوعَوانہ[8]از حصین[9]ازابراہیم ازنَہیک بن سنان سلمی[10]ازسیدنا ابن مسعودؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں[11]۔

اس روایت کے پہلے راوی ابن ابی داؤد کے بارے میں علمائے جرح وتعدیل کے اَقوال مختلف ہیں اُن کے والد محترم امام ابوداؤد فرمایا کرتے تھے کہ میرا بیٹا کذاب ہے[12]۔

حافظ ذہبی نے اُن کے والد کے اس قول کے بارے میں لکھا ہے:

وأماقول أبيه فيه فالظاهرأنه إن صَحَّ عنه فقد عَنَى أنه كذابٌ فيكلامه،لا في الحديث النبوي، وكأنه قال هذا وعبد الله شابٌ طريٌّ،ثم كَبُرَ و سَادَ[13].

"اُن کے والد نے اُن کے بارے میں جو فرمایا ہے، تو ظاہر تو یہ ہے کہ اگر یہ قول واقعی اُن کا ہو کہ اُن کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں اور یہ اُس وقت کی بات ہو گی جب آپ نوخیز نوجوان تھے، پھر آپ بڑے ہو کر سردار بنے۔"

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں:

عبد اللهبن سليمان السجستاني،كذبه أبوه فيغير الحديث ووَثَّقَه الناس[14].

"عبداللہ بن سلیمان سجستانی کو اُس کے والد نے روایات کے علاوہ جھوٹا مانا ہے اگرچہ دوسرے لوگ انہیں ثقہ کہتے ہیں۔"

حافظ ذہبی اُن کے ترجمہ کے آخر میں لکھتے ہیں:

وَماذَكَرتُهُ اِلاَّ لِأُنَزِّهَه[15]. "میں نے اُن کا ذکر صرف اس لیے کیا ہے کہ اُن کی صفائی پیش کروں۔"

امام دار قطنی کہتے ہیں:

ثقةٌ،اِلاَّ أنه كثيرالخطأ في الكلام على الحديث[16]. "ثقہ تھے لیکن حدیث پر کلام کرتے ہوئے بکثرت خطا کا شکار ہوتے تھے۔"

حافظ ابن عدی لکھتے ہیں:

وهومقبولٌ عند أصحاب الحديث،وأما كلام أبيه فلاأدري إيش تَبَيَّنَ له منه[17].

"آپ اصحابِ حدیث کے نزدیک مقبول ہیں، رہا اُن کے بارے میں اُن کے والد کا کلام، سو میں نہیں جانتا کہ اُنہوں نے اپنے فرزند میں کون سی ایسی بات دیکھی ہے۔"

مگر اُن کی یہ روایت نا قابل استدلال ہے، اس لیے کہ اگر حدیث کے سلسلے میں دروغ گو ہیں، تب تو اُن کی یہ روایت موضوع ہے اور اگر عام بول چال میں کذاب ہیں تب بھی جھوٹ بولنے سے بدنام ہیں اور ایسے راوی کی روایت منکر ہوتی ہے جو مردود اور نا قابل قبول ہوتی ہے۔

2. أي:السُّورالمتماثلة فيالمعاني،كالموعظة،أوالحِكم، أو القصص، لا المماثَلَةُ في الآي[18].

"اس سے مراد سورتوں کے معانی، وعظ و نصیحت اور قصص و حِکم میں مماثلت ہے نہ کہ تعدادِ آیات میں مماثلت۔" ایک ہی معنی والے مختلف الفاظ "نظائر" کہلاتے ہیں۔

اس فن میں لکھنے والے

چونکہ قرآن مجید دوسرے علوم و فنون کی طرح اس فن میں بھی اپنی مثال آپ ہے اس لیے علماء کرام نے اس فن کی طرف خصوصی توجہ دی، جن علماء نے اسی سلسلہ میں کتابیں لکھیں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی پیش کیے جاتے ہیں۔

1. **مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی، خراسانی، بلخی، وفات: ۱۵۰ھ**

مقاتل کی اہمیت بطور محدث کچھ زیادہ نہیں اور ان پر منکر اور غیر صحیح اِسناد پیش کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے اور انہیں جھوٹا اور متروک تک کہا گیا ہے[19]۔ بلکہ بعض محدثین نے تو انہیں دَجَّالٌ جَسُورٌ یعنی دلیر دجال تک کہا ہے[20]۔

بعض علماء کے نزدیک وہ عرب کے "موالی" میں سے تھے[21]۔ بعض جگہ ان کا نام مقاتل بن دَوال دُوز یا دَوال دُوز بھی لکھا گیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ دَوال دُوز اُن کے والد کا لقب تھا[22]۔ دَوال دُوز کے معنی خَرّاز یعنی: موچی کے ہیں[23]۔ تمام مآخذ و مراجع اس بات پر متفق ہیں کہ وہ تجسیم و تشبیہ[24] کے قائل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس زمانے میں بھی جب اس کی قطعی ممانعت تھی، مساجد میں جھوٹے سچے قصے بیان کیا کرتے تھے[25]۔ سیاست میں وہ زیدیہ[26] فرقے کے پیرو تھے اور دینی اعتبار سے مُرجئی[27] تھے[28]۔

مقاتل کی ادبی سرگرمیاں خاصی ہمہ گیر حیثیت رکھتی تھیں۔ ۱۹۱۲ء میں ان کی تفسیر قرآن (مخطوطہ عدد: ۶۳۳۳) برٹش میوزیم میں دستیاب ہوئی[29]۔
جس کے اصل ہونے کے متعلق "Goldziher" کو شبہ ہے[30]۔

ابن ندیم کی الفہرست صفحہ: ۲۲۲ میں ان کی تصانیف کی فہرست درج ہے جن میں سے ایک کا نام کتاب الوجوہ والنظائر بھی ہے جو الأشباہ والنظائر في القرآن الکریم کے نام سے ڈاکٹر عبد اللہ محمود شحاتہ کے رشحات قلم کے ساتھ قاہرہ سے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں طبع ہو کر منصہ شہود پر آ گئی ہے۔ ۳۴۸ صفحے کی ضخیم کتاب ہے۔ اس کا جدید ایڈیشن ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں احمد فرید المزیدی کی تعلیقات کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

2. **ہارون بن موسیٰ، اعور، ازدی، عتکی، وفات: ۱۷۰ھ**

اُن کے اَحوالِ زندگی جلد اول میں لکھے جا چکے ہیں۔ انہوں نے سب سے اول شاذ قراء تیں[31] جمع کیں۔ عامل بالحدیث تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے ان کی روایات لی ہیں۔ قدری اور معتزلی[32] تھے۔ ان

کی کتاب الوجوہ والنظائر في القرآن الكريم کے نام سے بغداد کے دائرۃ الآثار نے ڈاکٹر محمود الجاد کے تحقیق کے ساتھ شائع کی ہے۔

3. یحییٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ، تیمی، بصری، افریقی، وفات: ۲۰۰ھ

یحییٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ، تیمی، بصری، افریقی، قرآن کریم کے مفسر، فقیہ اور لغت و حدیث کے عالم تھے۔ بیس تابعین کرام سے کسب فیض کیا۔ کوفہ میں ۱۲۴ھ / ۷۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی معیت میں بصرہ منتقل ہوئے۔ وہیں پلے، بڑھے۔ کچھ عرصہ بعد مصر اور پھر افریقہ چلے گئے اور افریقہ ہی کو اپنا مسکن بنایا۔ حج ادا کرنے کے بعد ۲۰۰ھ / ۸۱۵ء کو مصر میں وفات پائی[33]۔

- ✓ حدیث کے سلسلے میں اُنہیں ضعیف کہا گیا ہے[34]۔
- ✓ بعض نے لکھا ہے کہ کبھی کبھار خطا کیا کرتے تھے[35]۔
- ✓ لیکن ضعیف ہونے کے باوجود ان کی حدیث لکھی جاسکتی ہے[36]۔

کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک کا تعلق زیر بحث مضمون سے ہے، ان کی یہ تصنیف التَّصارِیف کے نام سے تیونس میں الشّرِکَۃُ التُّونْسِیَّۃ نے ڈاکٹر ہند شبلی کے تحقیق کے ساتھ شائع کی ہے۔ کتاب پر سن طباعت درج نہیں۔

4. ابن قتیبۃ: عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ دینوری، وفات: ۲۷۶ھ

عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ دینوری۔ ادب کے بہت بڑے امام تھے۔ ۲۱۳ھ / ۸۲۸ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ کوفہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ کچھ عرصہ تک دَینور کے قاضی رہے ہیں اس لیے دَینوری کہلائے۔ بغداد ہی میں ۲۷۶ھ / ۸۸۹ء کو وفات پائی[37]۔

امام موصوف نے اگرچہ اسی موضوع پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی تاہم ان کی عظیم، بے مثل اور نہایت مفید تصنیف تأویل مشكل القرآن میں انہوں نے ایسے (۴۵) الفاظ اور ان کے معانی لکھے ہیں جن کا تعلق اشباہ و نظائر سے ہے۔ میں نے اَللُّبَاب کے نقش اول میں اس کتاب سے استفادہ کیا تھا۔ ان کی یہ تصنیف بے بدل ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء کو السید احمد صقر کی تحقیق کے ساتھ دار التراث قاہرہ نے شائع کی ہے۔ بڑی مفید اور نہایت کارآمد کتاب ہے۔ قرآنی مشکلات پر کام کرنے والوں کے لیے خصوصی طور پر مفید ہے۔ امام ابن قتیبۃ کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل کہتے ہیں:

كان ثقةً دَيِّناً فَاضِلاً[38]. "ثقہ، دین دار اور فاضل تھے۔"

مگر امام حاکم کے حوالے سے لکھا جاتا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا تھا کہ:

أجمعتِ الأمَّةُ على أنَّ القُتَبِي كَذَّابٌ[39]. "امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ قتبی (ابن قتیبہ) کذاب تھے۔"

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

قلتُ: هذه مجازَفَةٌ قبيحةٌ، وكلامُ مَنْ لم يَخَفِ اللهَ[40]. "میں کہتا ہوں: یہ قبیح اٹکل پچو ہے اور ایسے شخص کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھتا۔"

حافظ صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں:

هذه مجازَفَةٌ وقِلَّةُ وَرْعٍ، فما عَلِمْتُ أحداً اتَّهَمَه بالكذبِ قبل هذه القولة[41].

"یہ بات اٹکل اور قلت تقویٰ سے کہی گئی ہے۔ (حاکم کے اس) قول سے قبل مجھے معلوم نہیں کہ کسی (محدث) نے انہیں جھوٹ بولنے سے متہم (بدنام) کیا ہو۔"

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں:

ومِن شَقاشِقِه قوله: أنَّ الضبي كذابٌ، وقوله: إنَّ المصطفى وُلِدَ مسروراً مختوناً، قد تَوَاتَرَ هذا، وقوله: إنَّ عليًّا وصيي[42].

"اوران کی بے اصل و اساس اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ: الضبی کذاب تھا اور یہ کہ سیدنا محمد مصطفی ﷺ مسرور و مختون پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ سیدنا علیؓ رسول اللہ ﷺ کے وصی تھے۔"

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں:

عَهدِي بالحاكم يميلُ إلى الكرامية، ثم ما رأيتُ لأبي محمد في كتاب مشكل الحديث مايُخالِفُ طريقةَ المثبتةِ، و من أنَّ أخبار الصِّفات تُمَرُّ ولا تُتَأَوَّلُ[43].

"حاکم کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ کرامیہ[44] کی طرف میلان رکھتے تھے، پھر یہ بھی ہے کہ میں نے ابن قتیبہ کی کتاب مشکل الحدیث میں یہ بات نوٹ کی کہ صفات الٰہیہ میں مثبتین اور حنابلہ کی پیروی نہیں کرتے (بلکہ صفات الٰہیہ میں تاویل کرتے ہیں) اور اس سے بھی (کتراتے نظر آتے ہیں کہ) صفات الٰہیہ کو بغیر کسی تاویل کے قبول کیا جائے۔"

محمد بن کرام کے بارے میں حافظ ابن حبان نے امام عثمان بن سعید دارمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

میں سجستان کے والی ابراہیم بن حصین کی مجلس میں تھا کہ ایک طویل القامت شخص اندر داخل ہوا، جس کا لباس خستہ تھا۔ کسی نے کہا: یہ محمد بن کرام ہے۔ ابراہیم بن حصین نے اس سے

پوچھا: تو کبھی اساتذہ کی مجلس میں گیا ہے؟ اُس نے نفی میں جواب دیا۔ والی نے پھر سوال کیا: عثمان بن عفان سجستانی کی مجلس میں گئے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں! والی نے پوچھا: یہ علم جو تم کہتے ہو، کہاں سے تمہیں ملا ہے؟ اُس نے کہا: یہ نور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوئی ہے۔ والی نے پھر پوچھا: "تم تشہد سنا سکتے ہو؟ اُس نے پوچھا: تشہد کیا ہے؟ اُس نے کہا: نماز میں بحالت قعدہ کیا پڑھتے ہو، اُس نے تشہد کو اس طرح پڑھا: التَّھِیَّاتُ(التَّحیاتُ)لِلّٰہِ والسَّلواتُ(الصلواتُ)والتَّیِّباتُ (الطیبٰتُ)السلامُ اَلَیکَ(علیک) أیھا النبي ورحمة الله وبرکاته، السلامُ اَلَینا(عَلینا)واَلا اِبادِ(علی عباد) الله السَّالحین (الصالحین) اَشْوَدُ (أشھدُ) أن لا إلٰه إلاَّ الله و أشودُ (أشھدُ) أنَّ مھمَّداً(محمداً)اَبدُکَ(عبده) ورسولک (ورسوله)[45].

امام ابن الجزری[46] نے حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھا ہے:

هذا تصحیفٌ،وإنما هوالعتبي-بالعین- فإنھم أجمعواعلی ضعفه، و أماکونھا وُلِدَ مختوناً مسروراً فالخلاف فیه مشھور بین العلماء کما ذکرناہ في غیر ھذا الموضع ، وأما قوله أن علیاً وصیي فھومِن زَلاَّته،فإنه لایجھل أنَّ ھذاغیرصحیح لکنه کان شیعیًّا مع حبه للشیخین[47].

"یہ تصحیف ہے۔ اصل میں یہ عتبی ہے۔(قتبی یا ضبی نہیں) اس لیے کہ عتبی کے ضعیف ہونے پر (ائمہ جرح وتعدیل کا) اجماع ہو چکا ہے۔ رہا رسول اللہ ﷺ کا مختون ومسرور پیدا ہونا[48] سو اس بارے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے ایک اور جگہ اس کا تذکرہ کیا ہے۔ امام حاکم کا یہ کہنا کہ سیدنا علیؓ رسول اللہ ﷺ کے وصی تھے، تو یہ امام حاکم کی غلطیوں میں سے ایک ہے، اس لیے کہ انہیں اس کا غلط ہونا معلوم ہے لیکن چونکہ شیعہ تھے اور شیخین سے محبت رکھتے تھے اس لیے اس قول کو اختیار کیا۔"

5. المبرد: محمد بن یزید بن عبد الاکبر، ثمالی، ازدی، وفات:۲۸۶ھ

محمد بن یزید بن عبد الاکبر، ثمالی، ازدی، ادب ونحو اور لغت کے امام تھے۔ دس ذی الحجہ ۲۱۰ھ / ۲۵ مارچ ۸۲۶ء کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے علماء کے شاگرد رہے ہیں۔ اپنی اولین تصنیف کتاب مسائل الغلط میں انہوں نے علم نحو کے امام سیبویہ کی الکتاب پر تنقید کی تھی لیکن اس کے اعتراضات میں تھوڑے ہی ایسے تھے جو ٹھوس اور معقول تھے اور ان میں سے بھی طبع زاد صرف چند ایک ہی تھے۔ بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ اپنے زمانے میں بغداد کے امام عربیت تھے۔ ادیب اور اخباری تھے۔ کئی مفید کتابیں لکھیں۔ ۲۸۶ھ / ۸۹۹ء کو بغداد میں وفات پائی[49]۔

لغت کو بیان کرنے کے سلسلے میں بعض لوگوں نے انہیں جھوٹ سے متہم (بدنام) کیا ہے لیکن اکثر علماء نے انہیں ثقہ کہا ہے[50]۔

اس موضوع سے متعلق ان کی تصنیف: مَااتَّفَقَ لَفْظُه وَاخْتَلَفَ مَعْنَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ کے نام سے قاہرہ سے ۱۳۵۰ھ کو عبدالعزیز میمنی راج کوٹی کی سعی سے شائع ہوگئی ہے۔

6. **حکیم ترمذی: محمد بن علی الحسن بن بشیر، ترمذی، وفات: ۲۵۵ھ، یا ۲۸۵ھ یا ۳۱۸ھ**

محمد بن علی الحسن بن بشیر، ترمذی، صوفی تھے اور اصول دین اور علم معانیِ حدیث میں ماہر تھے۔ بڑے بڑے اساطینِ علم سے کسب فیض کیا۔ نوادرالاصول ان کی مشہور تصنیف ہے۔ ان کی تاریخ ولادت معلوم نہیں جب کہ تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے ۲۵۵ھ، بعض نے ۲۸۵ھ اور بعض نے ۳۱۸ھ لکھا ہے لیکن صاحبِ اَعلام کا رجحان اس جانب ہے کہ حکیم ترمذی نے ۳۲۰ھ / ۹۳۲ء کو وفات پائی[51]۔

علم الاشباہ والنظائر میں ان کی لکھی ہوئی کتاب کا نام تَحْصِيْلُ نَظَائِرِالْقُرْآنِ ہے جو جامعہ ازہر کے فیکلٹی اصول الدین کے ماہر استاد حسن نصر زیدان کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۸۹ھ /۱۹۶۹ء کو مَطْبَعَةُ السَّعَادَةِ نے شائع کی ہے، میرے کے علم کے مطابق اس موضوع پر شاید یہ سب سے بہتر کتاب ہے کیونکہ مصنف ہر لفظ کا اَساسی معنی بیان کرتے ہیں اور پھر جو معنی مراد ہو اس کے لیے قرآن و حدیث اور ضرب الامثال سے مثالیں پیش کرتے ہیں۔ ان کی ایک اور مشہور کتاب "نوادرالاصول" کے نام سے ہے جس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی[52] نے لکھا ہے: ونوادرالاصول اکثر احادیث غیر معتبر دارد، واکثر جاہلان رااشتباہ می شود، حکیم ترمذی را ہماں ترمذی خیال می کنند کہ در ترمذی است، دریں جا فرق کردن ضرور است[53]۔

> "نوادرالاصول میں اکثر احادیث غیر معتبر ہیں، اکثر ناواقفوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے، اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی (سنن کے مصنف) ترمذی خیال کرکے اُن کی کمزور روایات کو ابو عیسی محمد بن عیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کرکے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے، اس لیے ان ہر دو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔"

7. **ابن فارِس: احمد بن فارس بن زکریا، قزوینی، رازی، ابوالحسین، وفات: ۳۹۵ھ**

احمد بن فارس بن زکریا، قزوینی، رازی، ابوالحسین، ابن فارِس، قزوین کے نواحی گاؤں کرسف میں

۳۲۹ھ / ۹۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے ائمہ فن سے کسبِ فیض کیا۔ کئی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۳۹۵ھ / ۱۰۰۴ء کو "رے" وفات پائی[54]۔

امام زرکشی نے الاشباہ و النظائر سے متعلق ان کی ایک کتاب الأفراد کا ذکر کیا ہے[55]۔

8. **الثعالبی: عبد الملک بن محمد بن اسماعیل، الثعالبی، وفات: ۴۲۹ھ یا ۴۳۰ھ**

عبد الملک بن محمد بن اسماعیل، الثعالبی اسم نسبت ہے جو ثعالب سے ماخوذ ہے یعنی لومڑیوں کی کھالوں کے سینے اور انہیں تیار کرنے والا۔ ایسے لوگوں کو فَرّاء بھی کہتے ہیں۔ پانچویں صدی ہجری یعنی گیارھویں صدی عیسوی کے فصیح و بلیغ کاتب اور شاعر و ادیب تھے، جن کے مثمر اور بیدار دماغ نے پچاس سے زیادہ تالیفات چھوڑیں۔ ۳۵۰ھ / ۹۶۱ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے اور ۴۲۹ھ یا ۴۳۰ھ / ۱۰۳۸ء یا ۱۰۳۹ء کو وفات پا گئے[56]۔

اس فن سے متعلق امام ثعالبی کی کتاب کا نام الأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُفِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ہے جس کا مخطوطہ معهد المخطوطات في جامعة الدول العربية مصر میں محفوظ ہے۔ اس کا فلم برادرم پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام صاحب ضیاء نے قاہرہ سے حاصل کیا تھا اس پر محترم ڈاکٹر صاحب اسلام صاحب نے تحقیق کر کے ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء کو شعبہ اسلامیات جامعہ پشاور سے ایم فِل کی ڈگری حاصل کی۔

9. **الحِیری الضریر: اسماعیل بن احمد بن عبد اللہ، وفات: ۴۳۰ھ**

اسماعیل بن احمد بن عبد اللہ، شافعی المسلک فقیہ تھے۔ نیشاپور سے تعلق تھا اور وہاں کے ایک محلہ حیرۃ کی نسبت سے حِیری اور آنکھوں سے معذور ہو جانے کے باعث الضریر کہلائے۔ رجب ۳۶۱ھ / ۹۷۲ء کو پیدا ہوئے۔ نیک، باعمل اور بنی نوع انسان کے لیے بہت بڑے کارآمد اور مفید عالم تھے۔ ۴۳۰ھ / ۱۰۳۹ء کو وفات پائی[57]۔ ان کی کتاب وُجوہُ القُرآن کے نام سے جلال الدین سیوطی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء کو کتاب ناشرون لبنان سے شائع ہو گئی ہے۔

10. **الدّامغانی: حسین بن محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ، دامغانی، وفات: ۴۴۸ھ**

حسین بن محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ، دامغانی، ان کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ دامغان "رے" اور نیشاپور کے درمیان ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ حنفی المسلک فقیہ تھے۔ ۴۴۸ھ / ۱۰۸۵ء کو وفات پائی[58]۔

ان کی کتاب اِصلاح الوجوہ والنظائر کے نام سے عبد العزیز سید الاہل کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۷۰ء میں دار العلم للملایین بیروت سے شائع ہوئی اور ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۲ء کو عربی عبد الحمید علی کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے الوجوہ والنظائر لألفاظ الکتاب العزیز کے نام سے شائع ہوئی۔

11. راغب اصفہانی: ابو القاسم الحسین بن محمد بن مفضل، وفات: ۵۰۲ھ

حسین بن محمد بن مفضل ابو القاسم اِصبہانی (اِصفہانی) ادیب، حکیم اور عالم تھے۔ اِصبہان سے تعلق تھا۔ تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ اپنے زمانے میں امام غزالی کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ ۵۰۲ھ / ۱۱۰۸ء کو وفات پائی[59]۔ انہوں نے اگر چہ اَشباہ و نظائر پر کوئی مستقل کتاب نہیں چھوڑی تاہم ان کی مایہ ناز قرآنی لغت اَلْمُفْرَدَاتُ فِیغَرِیْبِ الْقُرْآنِ میں انہوں نے اس فن کی خوب خوب خدمت کی ہے اور علوم قرآنی کا ذوق رکھنے والوں کے لیے علمی اثاثہ جمع کیا ہے۔

12. ابن الجوزی: عبد الرحمن بن علی بن محمد ابو الفرج، وفات: ۵۹۷ھ

عبد الرحمن بن علی بن محمد، جوزی، قرشی، بغدادی، ابو الفرج، بغداد میں ۵۰۸ھ / ۱۱۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ حدیث، تفسیر، تاریخ اور مواعظ کے کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ تین سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ مقام جوز پر پانی کے ایک گھاٹ کی طرف ان کے آباء واَجداد میں سے کوئی ایک منسوب تھے، اسی لیے ابن جوزی کہلائے۔ ۵۹۷ھ / ۱۲۰۱ء کو بغداد ہی میں وفات پائی[60]۔

امام ابن الجوزی کی کتاب نُزْهَة الأَعْيُنِ النَّوَاظِرِفِي عِلْمِ الْوُجُوْهِ وَالنَّظَائِرِ کے نام سے محمد عبد الکریم کاظم الراضی کے رشحاتِ قلم کے ساتھ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء کو مؤسسۃ الرسالۃ بیروت کی مساعی جمیلہ سے منصہ شہود پر آچکی ہے۔ نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔

13. سمین نحوی حلبی: شہاب الدین ابو العباس ا، وفات: ۷۵۶ھ

شہاب الدین ابو العباس احمد بن یوسف بن عبد الدائم بن محمد بن مسعود، سمین، حلبی، مصری، شافعی۔ مآخذ میں اُن کی تاریخ ولادت مذکور نہیں۔ مفسر تھے۔ عربی اور قراءات کے عالم تھے۔ حلب سے تعلق تھا۔ قاہرہ میں سکونت تھی جہاں بڑی شہرت حاصل کی۔ ۷۵۶ھ / ۱۳۵۵ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔ امام ابوحیان کے شاگرد رہے ہیں[61]۔ ان کی کتاب عمدةُ الحُفَّاظ في تفسيرأشرف ألفاظِ ہے جو محمد باسل عیون السود کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء کو دار الکتب العلمیۃ بیروت نے شائع کی ہے۔ بڑی مفید اور جامع کتاب ہے۔

14. مجد الدین فیروزآبادی، شیرازی، شافعی، وفات: ۸۱۷ھ

ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم، مجد الدین، شیرازی، شافعی، عربی لغت نویس، ۷۲۹ھ / ۱۳۲۹ء کو گازرون (شیراز) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شیراز میں حاصل کی اور اعلی تعلیم کے حصول کے لیے واسط اور بغداد تشریف لے گئے۔ دمشق، مصر اور شام کی سیاحت بھی کی۔ ۷۹۶ھ کو زَبید چلے گئے اور وہیں ۸۱۷ھ / ۱۴۱۵ء کو وفات پائی[62]۔ ان کی تصنیف بَصَائِرُذَوِيالتَّمْيِيْزِفِي لَطَاءِفِ الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ کے نام سے دار الباز مکۃ المکرمۃ سے چھ ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد میں ساری سورتوں کا خلاصہ اور مقاصد بیان کیے گیے ہیں جب کہ آخری جلد قصص قرآنی کی تفصیلات پر مبنی ہے۔ علامہ مجد الدین شاید اپنی اس کتاب میں تحقیق و تدقیق کا پورا حق ادا نہ کر سکے ہیں، ان کی بعض عبارات لفظ بلفظ امام راغب کی المفرات سے ماخوذ ہیں لیکن بہت کم ان کا نام لیا گیا ہے۔

15. ابن العماد: محمد بن محمد بن علی، بلبیسی، قاہری، شمس الدین، وفات: ۸۸۷ھ

محمد بن محمد بن علی، بلبیسی، قاہری، شمس الدین المعروف بابن العماد، جو دراصل ان کے پردادا کا لقب ہے۔ شافعی مذہب کے جید عالم و فاضل تھے۔ بلبیس (مصر) میں ۸۲۵ھ / ۱۴۲۲ء کو پیدا ہوئے اور وہیں علم حاصل کیا۔ قاہرہ تشریف لے اور وہیں ۸۸۷ھ / ۱۴۸۲ء کو وفات پائی[63]۔ ان کی کتاب كَشْفُ السَّرَاءِرِفِيمَعْنَى الْوُجُوهِ وَالنَّظَائِرِفِي الْقُرْآنِ الْكَرِيْم کے نام سے ڈاکٹر فؤاد عبد المنعم احمد کی تحقیق کے ساتھ مؤسسۃ الشباب، الجامعۃ الاسکندریۃ نے شائع کی ہے۔

16. سید عبد السلام رستمی

سید عبد السلام بن عبد الرءوف قصبہ رستم، ضلع مردان میں ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم مولوی عبد الرب سکنہ شہباز گڑھی، مولوی عبد الرزاق سکنہ ادینہ، ضلع صوابی، مولوی محب اللہ کوہستانی اور مولوی محمد میاں گل جان دیوبندی من تلامذۃ شاہ انور شاہ کشمیری سکنہ گڑیالہ، ضلع مردان (وفات: ۲ جولائی ۱۹۸۸ء) سے حاصل کیے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا امام مالک اور سنن اربعہ مولوی فضل قدیم سکنہ کھڈی، مولوی عبد الشکور صاحب کیمبل پوری اور شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمن صاحب کیمبل پوری (وفات: ۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء) سے جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ میں ۵۸-۱۹۵۷ میں پڑھے۔ قرآن کریم کا تفسیر و ترجمہ اِن اساتذہ سے پڑھا:

۔ شیخ القرآن مولانا عبد الہادی صاحب سکنہ شاہ منصور ضلع صوابی (وفات: ۱۹۸۷ء)

۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب (وفات:۲۶ مئی ۱۹۸۰ء) سے اپریل ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم تعلیم القرآن پرانا قلعہ راولپنڈی۔

۔ شیخ القرآن مولانا محمد طاہر صاحب سکنہ پنج پیر ضلع صوابی (وفات:۳۰۔ مارچ ۱۹۸۷ء) سے مارچ ۱۹۶۰ء م۔

اس موضوع پر اُنہوں نے نیل الآمانی کے نام سے ایک کتاب لکھی جواُن کے الموسوعۃ القرآنیۃ کی تیسری جلد میں شامل اشاعت ہے۔ ۳۳۱ صفحات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے حسب عادت کسی ایک مرجع ومصدر کا نام نہیں لیا۔

17. سراج الاسلام حنیف بن عبد المعبود بن خیر محمد بن گل محمد

اس موضوع سے متعلق میری عربی کتاب کا نام اللباب في تأويل ألفاظ أشكلت في الكتاب اور اردو کتاب کا نام قاموس الکتاب ہے۔ اللباب ۵۰۷ صفحات پر مشتمل ہے اور کئی بار چھپ چکی ہے جب کہ قاموس الکتاب کا پہلا حصہ ایک بار چھپ چکا ہے دوسرے حصوں پر کام جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مجھے اس کو جلد پورا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

اَشباہ ونظائر کے چند نمونے

طالبانِ تحقیق پر یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ اَشباہ ونظائر کی پوری بحث یہاں نہیں سمیٹی جا سکتی۔ پوری تفصیل مذکورہ کتابوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ یہاں اس کے محض چند نمونے پیش کیے جاسکتے ہیں۔

آخرۃ

امام راغب لکھتے ہیں:

> آخِر: يُقابَلُ به الأولُ، وَآخَرُ يُقابَلُ به الواحد، ويُعَبَّرُ بالدَّارالآخرة عن النشأة الثانية وربما تُرِكَ ذِكْرُالدَّار[64].
>
> "آخِر اول کے مقابلہ پر ہے اور آخَر واحد کے مقابلہ پر اور الدَّارُ الآخِرَة سے مراد النَّشْأَةُ الثَّانِيَةُ یعنی دوسری زندگی ہے اور کبھی دار کا لفظ محذوف کر کے الآخرۃ سے مراد دارُ الآخرۃ ہوتا ہے۔"

آخرۃ کے قرآنی استعمالات

1. النَّشأةُ الثانية: **بعث بعد الموت:**

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ[65] "اور (متقی) روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔"

2. جنت:

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَه فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ[66]

"اور ضرور یہ (یہودی) جانتے ہیں کہ جو شخص اس (سحر) کو اختیار کرلے، ایسے شخص کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔"

3. برزخ:

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ[67]

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات (کلمہ توحید) سے دنیا اور برزخ میں مضبوط رکھتا ہے[68]۔"

آویٰ

اَوَیٰ کے معنی ہیں: ایک چیز کے ساتھ مل گیا، یعنی اس کی پناہ لی، اور آوَیٰ کے معنی ہیں: اسے پناہ دی اور آوَیٰ کے معنی رَجَعَ (لوٹ آیا) بھی آتے ہیں اور مَاْویٰ اسی سے ہے جو مصدر بھی ہو سکتا ہے جیسے: جَنَّۃُ الْمَاْوٰی[69] اور اسم مکان بھی جیسے: مَاْوَاھُمْ جَھَنَّمُ[70]

1. ٹھکانہ دینا:

فَاٰوٰکُمْ وَاَ یَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ[71] "تو اللہ نے تم کو ٹھکانہ دیا اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی۔"

2. پاس ٹھہرانا:

اٰوٰی اِلَیْہِ اَخَاہُ[72] "اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس اتارا۔"

3. پناہ لینا:

فَاْوٗٓا اِلَی الْکَھْفِ[73] "سو غار میں چل کر پناہ لو۔"

اٰوَیْنٰھُمَا[74] "ہم نے ان (عیسیٰ و مریم علیہما السلام) کو پناہ دی[75]۔"

اَبٌ

1. اَسلاف

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآءِکَ اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ[76].

"وہ بولے: ہم تیرے معبود اور تیرے اسلاف ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے معبود کی عبادت کریں گے۔"

بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَ لْفَیْنَاعَلَیْہِ اٰبَآءَنَا[77]. "بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے اسلاف کو پایا۔"

2. باپ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ[78] ." اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے کہا۔"

3. پر دادا

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ[79]." تم اپنے پر دادا ابراہیم (علیہ السلام) کی (اس) ملت پر ہمیشہ قائم رہو۔"

4. علماء

اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا عَلٰى اُمَّةٍ[80]." ہم نے اپنے علماء کو ایک طریقے پر پایا[81]۔"

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

وَسُمِّيَ معلم الإنسان أباه،وقد حُمِل عليه قوله تعالى:وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى اُمَّةٍ ، على ذلک ، أي:علمائنا الذين ربَّونا بالعلم بدلالة قوله: رَبَّنَا اِنَّااَطَعْنَاسَادَتَنَاوَكُبَرَاءَ نَا فَاَضَلُّوْنَاالسَّبِيْلاَ[82].

"کسی انسان کے معلم کو بھی اس کا باپ کہا جاتا ہے اوروَجَدْنَاآبَاءَ نَاعَلٰى اُمَّةٍمیں مراد وہ علماء ہیں جو علم کے ذریعے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں اور اس کی دلیل آیت کریمہ:رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَاوَكُبَرَاءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلاَ[83] ہے۔"

بَابٌ

داخل ہونے کی جگہ۔دروازہ، کسی چیز کو پہنچنے کا ذریعہ

البابُ:مَدخَلُ الشیء،ومنه باب الدار.و البابُ أيضاً:مايُتَوَصَّلُ منه إلی غيره،ومنه تقول:هل هذاباب كذا[84].

اس کی جمع أبوابٌ ہے۔ قرآن مجید میں بَابٌ بھی مستعمل ہے اور أَبْوَابٌ بھی۔

1. شہر کا دروازہ / پھاٹک

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا[85] "اور داخل ہو دروازے سے سر جھکائے ہوئے۔"

اُ دْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ[86]. "تم ان پر (چڑھائی کر کے شہر کے) پھاٹک میں گھس جاؤ۔"

2. گھر کا دروازہ

وَاْتُواالْبُيُوْتَ مِنْ اَ بْوَابِهَا[87]. "گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو۔"

3. جنت کے دروازے

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ[88] ."ہمیشہ کے باغ، جن کے دروازے ان کے لیے کھولے ہوئے ہوں گے۔"

وَفُتِحَتْ اَ بْوَابُهَا[89]. "اور اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔"

4. دنیاوی کامرانی، مال و دولت اور شہرت کے دروازے

فَلَمَّا نَسُوْآمَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَاعَلَيْهِمْ اَ بْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ[90] .

"توجب اُنہوں نے اُس چیز کو فراموش کر دیا جس سے اُن کو یاددِہانی کی گئی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔"

5. آسمان میں بندوں کے اعمال اوپر جانے کے لیے دروازے:

لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ[91] ."اُن کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔"

وَلَوْفَتَحْنَاعَلَيْهِمْ بَابًامِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْافِيْهِ يَعْرُجُوْنَ [92]."اوراگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے جس میں وہ چڑھنے لگتے(تب بھی یہی کہتے: ہماری آنکھیں مدہوش کر دی گئی ہیں)۔"

6. کوچے، گلیاں

يٰبَنِيَّ لاَتَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَ بْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ[93]

"اے میرے بیٹو!سب ایک ہی گلی سے (شہر میں) داخل مت ہونا بلکہ مختلف گلیوں میں سے داخل ہو جاؤ۔"

7. جہنم کے دروازے

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ[94]."اس(جہنم)کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے ان کا ایک مخصوص حصہ ہو گا۔"

8. عذاب کا دروازہ

حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَاعَلَيْهِمْ بَابًا ذَاعَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ[95]

"یہاں تک کہ جب ہم ان پر ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو وہ اُس میں بالکل مایوس ہو کر رہ جائیں گے[96]۔"

الدین

دین کے اصل معنی طاعت و جزاء کے ہیں:

الدين يقال للطاعة والجزاء[97].

صحیح بخاری میں ہے:

الدِّین:الجزاء فی الخیروالشر[98]

روزِ قیامت کویَوْمُ الدِّین اس لیے کہا گیا کہ اس دِن ہر کسی کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔ عرب کہتے ہیں کَمَا تُدِیْنُ تُدَانُ یعنی: جیسا کروگے ویسا بھروگے، چونکہ دین پر بھی جزاء ملتی ہے اس لیے اس نام سے موسوم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام دنوں کا مالک ہے، یہاں تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں کئی ایسے لوگ گزرے ہیں جو اس صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہونے کے دعوی دار تھے مثلاً نمرود و فرعون وغیرہ لیکن قیامت کے روز کوئی بھی اس صفت میں اس کا منازع نہیں ہوگا، جیسا کہ ارشاد ہے:

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم ِللهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ[99]

دین کے قرآنی استعمالات

استاذ محترم شیخ التفسیر سید محمد حسین شاہ صاحب نیلوی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً شاملۃً کاملۃً[100] دین کے عربی استعمالات کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بدلہ، مجبوری، دعاء، طاعت، عبادت، حال چال جرم ومذہب، غلبہ، عادت، مِلک وقدرت، حکم، دین

جب کہ "دین" کا لفظ قرآن مجید میں درج ذیل معانی میں مستعمل ہے۔

1. جزاوسزا

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ[101]. "جزاوسزا کے دن کا مالک ہے۔"

اِنَّمَاتُوعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ[102] "جس چیز کی تمہیں دھمکی سنائی جارہی ہے وہ سچ ہے اور جزاوسزا واقع ہو کر رہے گی۔"

2. عقیدہ

لاَاِکْرَاہَ فِی الدِّینِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ[103]. "عقیدہ میں کوئی زبردستی نہیں (اس لئے کہ) ہدایت توگم راہی سے صاف صاف کھل چکی ہے۔"

"دین" کا تعلق اصلاً عقیدہ قلب سے ہے اور قلب پر جبر واِکراہ کی گنجائش ہی نہیں ہے، اسی لیے یہاں گویا اس حقیقت کا اعلان ہے کہ ایمان کا تعلق اپنے ارادہ اور اختیار سے 7 ہے، جبر واِضطرار پر نہیں۔

3. شریعت

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ[104]. "شریعت تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔"

اس میں اُن لوگوں کا رد ہے کہ ہر دین دینِ حق ہے اور ہر مذہب ومسلک اللہ ہی کی راہ ہے اور دَیر وحرم اور کفر وایمان میں فرق صرف لفظی اور اصطلاحی ہے۔ خطِ مستقیم۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دو نقطوں کے درمیان صرف ایک ہی ممکن ہے اور باقی سب خطوط منحنی اور کج ہوں گے۔

اَفَغَيْرَدِيْنِ اللهِ يَبْغُوْنَ[105]. "کیا اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے سوا وہ کسی اور مسلک کے طالب ہیں؟"

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَالْاِسْلَامِ دِيْنًافَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَفِی الآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[106].

"اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور شریعت کو تلاش کرے گا، سو وہ اُس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہو گا۔"

4. اطاعت

وَلَايَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ[107]. "اور نہ سچے دین کی اطاعت کرتے ہیں۔"

وَلَهُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا[108].

"اور اسی ہی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اُسی کی اطاعت ہمیشہ لازم ہے۔"

دین

هُوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ لِيُظْهِرَه عَلَى الدِّيْنِ كُلِّه[109].

"وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے، تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔"

5. قانونِ ملکی

مَاكَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِ يْنِ الْمَلِكِ[110]. "اُس کو بادشاہ کے قانون کی رُو سے یہ حق حاصل نہ تھا کہ اپنے بھائی کو روک سکے۔"

6. شرعی حد کا نفاذ

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُواكُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَامِاءَةَ جَلْدَةٍ وَلاتَاْخُذْكُمْ بِهِمَارَاْفَةٌ فِیْ دِيْنِ اللهِ[111].

"زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد، سو اِن میں سے ہر ایک کے سو دُرّے مارو اور اللہ کے حد کے نفاذ میں تم لوگوں کو اُن دونوں پر ذرا رحم نہ آئے۔"

7. عبادت

فَاعْبُدِاللّٰہَ مُخْلِصًا لَہُ الدِّیْنَ[112]. "سو اللہ کی عبادت کرتے رہو، خالص کر کر اُس کے واسطے۔"

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ[113].

"کہو مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لیے خاص کروں۔"

8. دعاء

فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ[114]. "پس تم (مصائب وحاجات میں غائبانہ صرف) اللہ ہی کو پکارو، اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار گزرے۔"

فَادْعُوْہُ مُخْلِصِینَ لَہُ الدِّیْنَ[115]. "سو تم اللہ ہی کو پکارو، خالصۃً اُسی کو پکارتے ہوئے[116]۔"

نتائج

قرآن مجید میں ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے جن کو اشباہ و نظائر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ میں وسعت معنی موجود ہے۔ لہٰذا وجوہ اشباہ و نظائر کی واقفیت فہم معانی قرآنی مجید کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر ان نظائر کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پھر معنوی اشباہ پیدا ہوتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 لسان العرب ۱۵ :۲۲۵مادۃ:وجہ

2 لسان العرب ۱۵ :۲۲۵مادۃ:وجہ

3 معجم مقاییس اللغۃ:۱۰۴۴

4 جمہرۃ اللغۃ ۲ :۳۷۹

5 صحیح بخاری، کتاب الاذان(۱۰)باب الجمع بین السورتین فی الرکعۃ(۱۰۶)حدیث:۷۷۵، کتاب فضائل القرآن(٦٦) باب تالیف القرآن (٦) حدیث (۴۹۹٦)

6 مختصر علیحدہ علیحدہ سورتیں، یہ تین اقسام پر مشتمل ہیں۔ ۱:طُوال مُفَصَّل: سورۃ ق تا سورۃ المرسلات:۲۸ سورتیں۔ ۲:اَوساط مُفَصَّل: سورۃ النبا تا سورۃ الضحی : ۱٦ سورتیں۔ ۳:قِصار مُفَصَّل: سورۃ الانشراح تا سورۃ الناس: ۲۱ سورتیں

7 عمدۃ القاری ٦ :۴۴

8 ابو عَوانۃ کا نام وضاح بن عبد اللہ تھا اور: استقرالحال علی أن أباعوانة ثقةٌ،وله أوهامٌ تَجانَب إخراجَها الشيخان. "ثقہ ہونے کے باوجود اَوہام کا شکار ہوا کرتے تھے اس لیے شیخین نے اُس سے روایت لینے سے اجتناب کیا۔"(سیر اعلام النبلاء۸ :۲۲۱)

9 حصین اور ابراہیم کے بارے میں مجھے تلاش بسیار کے باوجود کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

10 نَہیک بن سنان سلمی بجلی کوفی کا تذکرہ صرف ابن حبان نے ثقات ۵ :۴۸۰ میں کیا ہے جب کہ دوسرے محدثین نے اُن کا نام تک نہیں لیا ہے۔

11 معانی الآثار ۱ :۳۴۵،باب جمع السور فی رکعۃ

12 میزان الاعتدال ۲ :۴۳۳،ترجمہ:۴۳۶۸

13 تذکرۃ الحفاظ ۲ :۲۷۷،طبقہ:۱۰،ترجمہ:۶۸۷

14 المغنی فی الضعفاء ۱ :۳۴۱، ترجمہ:۳۲۰۷

15 میزان الاعتدال ۲ :۴۳۶

16 تاریخ بغداد ۹ :۴۶۸---تذکرۃ الحفاظ ۲ :۲۷۷،طبقہ:۱۰،ترجمہ:۶۸۷

17 الکامل فی ضعفاء الرجال ۵:۴۳۷، ترجمہ:۱۳۴۔ (۱۱۰۱)---میزان الاعتدال ۲ :۴۳۳

18 فتح الباری ۲ :۲۵۹

19 تاریخ بغداد ۱۳ :۱۶۴---تہذیب الکمال ۲۸ :۴۴۳---المجروحین ۲ :۳۴۷-۳۴۹---وفیات الاعیان ۵:۲۵۶

20 جوزجانی،احوال الرجال،ترجمہ:۲۰۲

21 یہ امام ابن درید(۲۲۳۔۳۲۱ھ) کا قول ہے۔ملاحظہ ہو اُن کی تصنیف: الاشتقاق: ۵۰۱۔

22 لسان المیزان ۶ :۸۳،ترجمہ: ۲۲۹۷---طبقات المفسرین،داوودی ۲ :۳۳۰،ترجمہ:۶۴۲

23 تہذیب التہذیب ۱۰ :۲۵۰

24 اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ایسا متضاد نظریہ جو صحیح العقیدہ مسلمانوں کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ تشبیہ "anthropomorphism" یعنی تمثیل اور تجسیم، جس سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کو انسان جیسا سمجھنا۔

25 الجرح والتعدیل ۸ :۳۵۵---تہذیب التہذیب ۱۰ :۲۵۴

26 زیدیہ: شیعوں کی ایک شاخ جسے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو امام تسلیم کرنے کی بناء پر شیعہ اثناعشریہ اور شیعہ سبعیہ سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

27 مُرجئہ کا لفظ مادہ رَجَاءٌ (باب افعال) سے ہے، جس کے معنی مؤخر اور ملتوی کرنے کے ہیں، یہ مسلمانوں کا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ ایمان کا تعلق محض قول اور زبان سے ہے، عمل کو اس میں دخل نہیں، گویا کہ انہوں نے قول: اقرارِ ایمان کو مقدم کر دیا اور عمل کو مؤخر رکھا یہ اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ نماز نہ بھی پڑھیں اور روزہ نہ بھی رکھیں تو بھی اُن کا ایمان اُن کو نجات دلا دے گا اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت و گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے محض دعویٰ اطاعت: محض نیکی بلا عقیدہ راسخ کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا، وہ مرجئہ اس عقیدے کی بنا پر کہلائے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتے ہیں یا غفور و رحیم ہونے کی بنا پر گناہوں کی سزا ملتوی کرتے ہیں: والمرجئةطائفةٌ من المسلمین یقولون:الإیمانُ قولٌ بلاعملٍ ،کأنهم قَدَّمُواالقول، وأرجَؤُا العملَ أي:أخَّروه،لأنهم یرون أنهم لولم یُصَلُّواولم یَصُوْمُوا لَنَجاهم إیمانهم.(تاج العروس۱ :۶۹،لسان العرب ۵ :۱۳۸)

28 الفہرست ابن ندیم:۲۲۲

29 مقدمۃ الاشباہ والنظائر، طبع: قاہرہ:۸۱---اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۱ :۲۳۰

30 مذاہب التفسیر الاسلامی، از گولڈزہیر، عربی ترجمہ: ڈاکٹر عبد الحلیم نجار، حاشیہ:۷۶

31 قرآن مجید کی متروک قراءتیں مراد ہیں۔

32 علم کلام کا ایک مدرسہ فکر جس نے عقل اور نقل کے مابین تطابق اور توافق کی کوشش کی۔ اعتزال کے معنی کسی شخص یا گروہ سے الگ ہو جانے کے ہیں۔ مشہور خیال کے مطابق معتزلہ کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ حسن بصری ایک دن اپنے حلقہ درس میں بیٹھے طلباء کو پڑھا رہے تھے کہ واصل بن عطا نے کھڑے ہو کر خوارج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ایک گروہ ایسا پیدا ہوا ہے جس کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے، اور مرجئہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر نہیں قرار دیا جا سکتا ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایمان صحیح ہے تو گناہ کبیرہ سے کفر لازم نہیں آتا یعنی یہ لوگ فرد کو اس حد تک چھوڑ دیتے ہیں کہ گناہ سے کسی قسم کا نہ ایمان پر ضرر پڑتا ہے اور نہ ہی اس کے مستقبل پر، ان دونوں فرقوں میں برحق کون سا فرقہ ہے؟ حسن بصری اب جواب نہیں دے پائے تھے کہ اُس شخص نے خود ہی کہا: میری رائے میں ایسا شخص نہ کافر ہے، نہ مؤمن، بلکہ اس کے بین بین ہے اور اس کے ساتھ حسن بصری کے تلامذہ میں اس عقیدے کی تلقین بھی شروع کی، اس پر حسن بصری نے فرمایا: اِعتَزَلَ عَنَّاواصِل. "واصل ہم سے الگ ہو گیا ہے۔" اس حوالے سے اس کا اور اس کے ہم خیالوں کا نام معتزلہ مشہور ہوا۔

(الملل والنحل:۳۷-۳۸---اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۱ :۳۰۹)

33 غایۃ النہایہ ۲ :۳۷۳---طبقات المفسرین، داؤدی ۲ :۳۶۹-۳۷۰---الاعلام ۸:۱۴۸

34 میزان الاعتدال ۴: ۳۸۱

35 الثقات، ابن حِبَّان ۹ :۲۶۱

36 الکامل فی ضعفاء الرجال۹ :۱۲۵

37 وفیات الاعیان ۳: ۴۲۔۔۔الاعلام ۴ :۱۳۷

38 تاریخ بغداد ۱۰ :۱۷۰۔۔۔سیر اعلام النبلاء ۱۳ :۲۹۷

39 سیر اعلام النبلاء ۱۳ :۲۹۹۔۔۔میزان الاعتدال ۲ :۵۰۳

40 میزان الاعتدال ۲ :۵۰۳

41 سیر اَعلام النبلاء ۱۳ :۲۹۹

42 میزان الاعتدال ۳ :۶۰۸

43 سیر اعلام النبلاء ۱۳ :۲۹۹

44 صوفی محمد بن کرام بن عراق بن حُزابہ بن براء ابوعبداللہ سجستانی کے پیروکار جو ابراہیم بن یوسف بلخی، عبداللہ ابن مالک بن سلیمان ہروی اور احمد بن عبداللہ جویباری کا شاگرد تھا، اس کے بدعی عقائد یہ ہیں:

(1) معرفتِ قلبی کے بغیر بھی کوئی شخص مؤمن ہوتا ہے۔(2) صرف زبانی ایمان سے بھی کوئی شخص مؤمن، ولی اللہ اور جنتی ہوتا ہے اگرچہ وہ دل میں کافر ہو۔

(3) اللہ تعالیٰ جسم رکھتا ہے۔اُس نے ملکِ شام میں ۲۵۵ھ کو وفات پائی۔(تاریخ اسلام، حافظ ذہبی ۶ :۱۵۷۔۱۸۷، ترجمہ:۸۰۱۷)

45 المجروحین ۲ :۳۲۷۔۔۔تاریخ الاسلام ۱۹ :۳۱۳)

46 محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف ابوالخیر، شمس الدین، العمری، الدمشقی ثم الشیرازی، الشافعی۔ اپنے زمانے میں شیخ الإقراء اور حافظ حدیث تھے۔۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے۔ دمشق میں دارالقرآن کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ امیر تیمور لنگ کے ہمراہ ماوراء النہر کا سفر کیا۔ شیراز میں قضا کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔ وہیں ۸۳۳ھ /۱۴۲۹ء کو وفات پائی۔ جزیرۃ ابن عمر کی طرف منسوب ہو کر الجزری کہلاتے ہیں۔(الضوء اللامع ۹ :۲۵۵۔۔۔الاعلام ۷ :۴۵)

47 غایۃ النہایۃ ۲ :۱۸۵، ترجمہ:۳۱۷۸

48 نبی اکرمﷺ کے ختنہ کے بارے میں تین قول ہیں:

1) آپ ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے اور امام حاکم کا دعویٰ ہے کہ:وقد تواترت الأخبار أن رسول الله ولد مختوناً مسروراً. "آپ ﷺ کے مختون و مسرور پیدا ہونے کی احادیث متواتر ہیں۔

(المستدرک ۲ :۶۰۲۔۔۔البدایۃ والنہایۃ ۲ :۲۷۹۔۔۔الخصائص الکبریٰ ۱:۵۳)

لیکن حافظ ذہبی لکھتے ہیں:اِن ساری روایات پر جرح اوران میں کلام موجود ہے لہذا تواتر کادعویٰ نادرست ہے۔(تلخیص المستدرک ۲ :۶۰۲۔۔۔میزان الاعتدال ۳ :۶۰۸)

خاص قسم کی ایک روایت سیدناعباسؓ بن عبدالمطلب اِن الفاظ میں مروی ہے کہ:وُلِدَ رسول الله مسروراً مختوناً.(عیون الاثر ۸۷:۱، الخصائص الکبری ۵۳:۱)

لیکن یہ روایت شدید ضعیف بلکہ موضوع ہے اس لیے کہ:اس کا ایک راوی جعفر بن عبدالواحد ہاشمی قاضی ہے، جس کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں:احادیث وضع کیا کرتا تھا۔(الضعفاءوالمتروکین، ترجمہ:۱۴۴)

امام ابن حبان لکھتے ہیں:احادیث کا سرقہ اورروایات میں ہیر پھیر کیا کرتا تھا۔(المجروحین ۱ :۲۵۳، ترجمہ: ۱۸۸)

حافظ ابن عدی فرماتے ہیں: ثقہ راویوں کے نام سے منکرروایات نقل کرتا اوراحادیث کی چوری کرتا ہے، اور پھر اس کی باطل روایات میں زیرِ بحث روایت بھی لکھی ہے۔(الکامل فی ضعفاء الرجال ۲ :۳۹۶۔۳۹۹، ترجمہ:۲۲۔(۳۴۷)۔۔۔میزان الاعتدال ۱ :۴۱۳، ترجمہ:۱۵۱۱۔۔۔لسان المیزان ۲ :۱۱۸، ترجمہ:۴۸۸)

اس کا راوی ابن جریج (عبدالملک بن عبدالعزیز) مدلس ہے اور مجروح راویوں کے ناموں میں تدلیس کرتا ہے۔(تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس:۹۵، ترجمہ:۸۳۔(۱۷)اوراُس کی یہ روایت "معنعن" ہے، اس لیے بالاتفاق مردود ہے۔

خاص قسم کی ایک روایت سیدناعباس بن عبدالمطلب اِس طرح مروی ہے کہ:وُلِدَ رسول الله مختوناً مسروراً.(البدایۃ والنھایۃ ۲۷۸:۲)اس کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:وهذاالحديث فيصحته نظر.(البدایۃ والنھایۃ ۲۷۸:۲)"اس حدیث کے صحیح ہونے میں کلام ہے۔" وجہ اس کی یہ ہے کہ:اس کا ایک راوی سلیمان بن سلمہ خبائری ابوسلمہ حمصی ہے جو متروک الحدیث اور جھوٹا تھا۔

(میزان الاعتدال ۲ :۲۰۹، ترجمہ:۳۴۷۲)

۔اس کا ایک راوی عکرمہ بربری ہے جس کے بارے میں کچھ محدثین کی رائے تواچھی ہے مگر حافظ ذہبی نے سیدناابن عباسؓ کے فرزند کے حوالے سے لکھاہے اُن کے والد کو منسوب کرکے جھوٹی روایات بیان کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال ۳ :۹۴، ترجمہ:۵۷۱۶)

خاص قسم کی ایک روایت سیدناانسؓ سے اِن الفاظ میں منقول ہے:مِن کرامتي علی الله أن يولدتُ مختوناًولم يرَ سوأتي أحداً.(دلائل النبوۃ، ابونُعیم:۱۵۴، حدیث:۹۱، تاریخ بغداد ۳۲۹:۱، معجم صغیر، طبرانی ۵۹:۲، معجم اوسط ۳۳۲:۴، حدیث:۶۱۴۸، البدایۃ والنھایۃ ۲ :۲۷۸۔۲۷۹ بحوالہ ابن عساکر)

"میرے رب نے مجھے یہ عزت عطا کی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں اورمیری شرم گاہ کسی نے نہیں دیکھی ہے۔"اس کا راوی سفیان بن محمد فزاری مصیصی ہے جو سارق حدیث تھااور مسروقہ روایات کے لیے اسانید وضع کیا کرتا تھا۔ حافظ ذہبی نے اُس کی یہ روایت اسی سلسلے میں پیش کی ہے۔(میزان الاعتدال ۲ :۱۷۲، ترجمہ:۳۳۲۹)

ابو نعیم کی سند میں اگرچہ سلیمان بن محمد فزاری موجود نہیں لیکن اس کی سند میں نوح بن محمد ایلی نامی راوی ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے انہیں ثقہ کہا ہو: لم أرَ مَنْ وَثَّقَه .
(لسان المیزان ۶ :۱۷۵، ترجمہ: ۶۱۴)

یہ بھی یاد رہے کہ اگر آپ کا مختون و مسرور پیدا ثابت بھی ہو جائے تو اِس میں: ليس هذا من خواصه، فإن كثيراً من الناس يُولَدُ مختوناً. (زادالمعاد ۱ :۸۱)" پھر بھی آپ کی خصوصیت نہیں پائی جاتی اس لیے کہ بہت سے لوگ مختون پیدا ہوتے رہتے ہیں۔"

مختون اور مسرور دونوں اسم مفعول کے صیغے ہیں جن کے معنی بالترتیب یہ ہیں: جس کا ختنہ کیا گیا ہو اور جس کی نال کاٹ دی گئی ہو: ومعنى مختوناً أي: مقطوع الختان، ومسروراً أي: مقطوع السرة من بطن أمه.
(البدایۃ والنہایۃ ۲ :۲۷۹)

2) سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سیدنا جبرئیل نے آپ کا ختنہ اُس وقت کی جب کہ آپ اُن کے دل کی تطہیر و صفائی کر رہے تھے۔ (معجم اوسط، طبرانی ۲۳۲:۴، حدیث: ۵۸۲۱، البدایۃ والنہایۃ ۲۷۹:۲)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ روایت شدید ضعیف ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۷۹:۲) اس کی وجہ یہ ہے کہ:
اس کا ایک راوی علی بن محمد مدائنی مؤرخ احادیث کے معاملے میں قوی نہیں ہے۔
(میزان الاعتدال ۱۵۳:۳، ترجمہ: ۵۹۲۱)

ایک اور راوی سلمہ بن محارب ہے جس کا اسماء الرجال کی کتابوں میں کوئی اتا پتا نہیں کہ ثقہ تھے، یا غیر ثقہ۔

ایک اور راوی مسلم بن زیاد ہے جس کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: اُس نے گردن کی مسح کے بارے میں موضوع حدیث نقل کی ہے۔ (میزان الاعتدال ۴ :۱۰۳، ترجمہ: ۸۴۸۶)

3) آپ ﷺ کے دادا نے ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کی تقریب میں آپ کا نام محمد ﷺ تجویز کیا اور آپ ﷺ کی ختنہ کرائی اور قریش کو اس کی خوشی میں کھانا کھانے کی دعوت دی۔
(زادالمعاد ۱:۸۱---البدایۃ والنہایۃ ۲ :۲۷۹---فتح الباری ۷ :۱۶۳)

49 تاریخ بغداد ۳ :۳۸۰---وفیات الاعیان ۴ :۳۱۳، ترجمہ: ۶۳۶---الاعلام ۷ :۱۴۴

50 لسان المیزان ۵ :۴۳۰-۴۳۱

51 لسان المیزان ۵ :۳۰۸، ترجمہ: ۱۰۳۳---الاعلام ۶ :۲۷۲

52 شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی، ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ غلام حلیم تاریخی نام ہے۔ ۱۵ سال کی عمر میں اپنے والد محترم سے تمام علوم دینیہ، عقلیہ اور آلیہ حاصل کیے۔ جامع عالم تھے۔ ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے ہند: ۳۰۲، ترجمہ: ۳۱۳)

53 بستان المحدثین: ۱۶۳

54 وفیات الاعیان ۱: ۱۱۹---طبقات المفسرین داؤدی ۱: ۶۱---الاعلام ۱: ۱۹۳

55 البرہان فی علوم القرآن ۱: ۱۰۲

56 الانساب ۱: ۵۰۵---شذرات الذہب ۳: ۲۴۷---الاعلام ۴: ۱۶۳

57 تاریخ بغداد ۶: ۳۱۳---طبقات المفسرین داودی ۱: ۱۰۶---شذرات الذہب ۳: ۲۴۵---
الاعلام ۱: ۳۰۹

58 معجم البلدان ۲: ۴۳۳---ہدیۃ العارفین ۱: ۳۱۰---الاعلام ۲: ۲۵۴

59 روضات الجنات: ۲۴۹---الاعلام ۲: ۲۵۵

60 وفیات الاعیان ۳: ۱۴۰---تذکرۃ الحفاظ ۴: ۱۳۴۲---الاعلام ۳: ۳۱۶

61 اِعلام النبلاء ۵: ۲۴---غایۃ النہایہ ۱: ۱۵۲، ترجمہ: ۷۰۴---الاعلام ۱: ۲۷۴

62 طبقات المفسرین داؤدی ۲: ۲۷۵---البدر الطالع ۲: ۲۸۰---الاعلام ۷: ۱۴۶

63 ہدیۃ العارفین ۲: ۲۱۱---الاعلام ۵۰:۷

64 المفردات: ۱۳

65 سورۃ البقرۃ ۲: ۴

66 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰۲

67 سورۃ ابراہیم ۱۴ : ۲۷

68 یحییٰ بن سلاّم، التصاریف: ۳۵۲---وجوہ القرآن، الحیری: ۲۵

69 سورۃ النجم ۵۳: ۱۵

70 سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۹۷---المفرادات: ۳۴

71 سورۃ الانفال ۸: ۲۶

72 سورۃ یوسف ۱۲: ۶۹

73 سورۃ الکہف ۱۸: ۱۶

74 سورۃ المؤمنون ۲۳: ۵۰

75 الوجوہ والنظائر، مقاتل: ۱۳۲---وجوہ القرآن، حیری: ۱۰۰---الوجوہ والنظائر، دامغانی: ۸۱

76 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۳۳

77 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۷۰

78 سورۃ الانعام ۶: ۷۴

79 سورۃ الحج ۲۲: ۷۸

80 سورۃ الزخرف ۴۳ :۲۲

81 وجوہ القرآن، حیری: ۷۰۔۔۔ الوجوہ و النظائر، دامغانی: ۵۹-۶۰۔۔۔ المفردات: ۷۔۔۔ بصائر ذوی التمیز ۳
:۱۱۴

82 المفردات فی غریب القرآن: ۷

83 سورۃ الاحزاب ۳۳ :۶۷

84 عمدۃ الحفاظ ۱ :۲۴۱-۲۴۲

85 سورۃ البقرۃ ۲ :۵۸

86 سورۃ المائدۃ ۵ :۲۳

87 سورۃ البقرۃ ۲ :۱۸۹

88 سورۃ ص ۳۸ :۵۰

89 سورۃ الزمر ۳۹ :۷۳

90 سورۃ الانعام ۶ :۴۴

91 سورۃ الاعراف ۷ :۴۰

92 سورۃ الحجر ۱۵ :۱۴

93 سورۃ یوسف ۱۲ :۶۷

94 سورۃ الحجر ۱۵ :۴۴

95 سورۃ المؤمنون ۲۳ :۷۷

96 الوجوہ والنظائر، دامغانی: ۱۲۲، بصائر ذوی التمیز ۲ :۱۹۸

97 المفردات: ۵۵۳

98 صحیح بخاری ۵: ۱۷۰ ، کتاب التفسیر (۶۵) باب ماجاء فی فاتحۃ الکتاب (۱)

99 سورۃ حم المؤمن ۴۰ :۱۶۔۔۔ تفسیر القرطبی ۱ :۱۸۸، مسئلہ: ۱۸، وجہ: ۳

100 شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد حسین شاہ صاحب نیلوی بن گل محمد شاہ بن قاری محمد افضل بن بدرالدین بن سلطان احمد بن غازی لطف اللہ بن نور محمد، ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۲ء 236 کو نیلہ ضلع جہلم (اب ضلع چکوال) میں پیدا ہوئے۔ اُن کے چچا مولانا محمد شاہ صاحب جہلمی نے۔ جو شیخ حسین علی صاحب واں بھچراں کے 7 شاگرد رشید و مرید اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کے شاگرد خاص تھے۔ آپ کی تربیت کی۔ آپ کو چکوال سے ملک وال اور وہاں سے ساہیوال ضلع سرگودہا لے گئے۔ ناظرہ قرآن مجید کے بجائے حفظ کروا کے یاد کرایا، پھر ابتدائی کتابیں خود پڑھائیں اور نہایت تیز رفتاری سے آپ کے سلسلہ تعلیم و تعلم کو جاری رکھا یہاں تک کہ ہدایہ

آخرین پڑھتے وقت اُن کی عمر صرف تیرہ سال تھی۔ فلسفہ، ریاضی، فلکیات، کتب تفسیر، منطق اور بعض دوسرے علوم کی تکمیل اپنے دور کے قابل ترین مدرس مولانا ولی اللہ صاحب سے اُنہی میں کی۔ اسی زمانہ میں آپ شیخ حسین علی صاحب سے بیعت بھی ہوئے۔ دورہ حدیث کے لیے مدرسہ امینیہ دہلی چلے گئے۔ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی اور مولانا خدا بخش نے حدیث کی کتابیں پڑھائیں اور ساڑھے سولہ سال 7 کی عمر میں حصول علم کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ میں پڑھاتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد چوکیرہ 7 بھیرہ اور سرگودہا کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے ہیں۔ ۱۹ فروری ۲۰۰۶ء کو وفات پائی اور راولپنڈی میں دفن کیے گئے۔

101 سورۃ الفاتحۃ ۱: ۳

102 سورۃ الذاریات ۵۱: ۶

103 سورۃ البقرۃ ۲: ۲۵۶

104 سورۃ آل عمران ۳: ۱۹

105 سورۃ آل عمران ۳: ۸۳

106 سورۃ آل عمران ۳: ۸۵

107 سورۃ التوبۃ ۹: ۲۹

108 سورۃ النحل ۱۶: ۵۲

109 سورۃ التوبۃ ۹: ۳۳۔۔۔ سورۃ الفتح ۴۸: ۲۸۔۔۔ سورۃ الصف ۶۱: ۹

110 سورۃ یوسف ۱۲: ۷۶

111 سورۃ النور ۲۴: ۲

112 سورۃ الزمر ۳۹: ۲

113 سورۃ الزمر ۳۹: ۱۱

114 سورۃ حم المؤمن ۴۰: ۱۴

115 سورۃ حم المؤمن ۴۰: ۱۴

116 اللباب فی تأویل الفاظ أشکلت في الکتاب: ۲۲۶-۲۲۷